شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۷۰

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : اہل اللہ کی شانِ استغناء

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۷ ار بیع الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس: 11182 رابطہ: 92.21.34972080+، 92.316.7771051+

ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

اہل اللہ کی شانِ استغناء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آج میں بخاری شریف کی ایک حدیث کی شرح بیان کروں گا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف کی شرح ہے، جو اربعہ عشر جزءًا یعنی چودہ (۱۴) جلدوں میں ہے، جس میں سے جلد نمبر ۲ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کا نام فتح الباری شرح بخاری ہے جو عربی زبان میں ہے۔ اُردو کا مصنف لٹریچر پڑھ کر کتنا ہی قابل ہو جائے، لیکن ان کتابوں کو ہاتھ لگانے کے قابل نہیں ہو سکتا اور ان کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے، ہمارے بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ آج میں آپ کے سامنے اس میں سے کچھ سناؤں گا، لیکن اس سے پہلے میں سات اعمال بیان کروں گا جو ہر جمعہ کو فجر کے بعد سنائے جاتے ہیں۔ پہلے وہ اعمال بیان کرتا ہوں، اس کے بعد بخاری شریف کا درس دوں گا۔

جو شخص جمعہ کے دن ان سات (۷) اعمال پر عمل کرے گا تو جب اپنے گھر سے مسجد آئے گا، تو ہر قدم پر ایک سال کے نفلی روزوں کا ثواب اور ایک سال کی نفلی نمازوں کا ثواب پائے گا۔ اس کا گھر مثلاً پچاس (۵۰) قدم پر ہے، تو اس کو پچاس (۵۰) سال کے نفلی روزوں اور پچاس (۵۰) سال کی نفلی نمازوں کا ثواب ملے گا اور یہ شخص نیکیوں کے وزن کے اعتبار سے میدانِ محشر کا بڑا رئیس و مالدار ہو گا۔ کمالو دوستو! یہ کمانے کے دن ہیں۔ پردیس کی کمائی وطن میں لگائی جاتی ہے۔ ابھی وقت ہے ہم غفلت کی نیند سے جاگ جائیں، ورنہ پردیس کے بعد جب وطن واپس جانا ہو گا تو کرنسی بدل جائے گی۔ جب ملک بدلتا ہے کرنسی بدل جاتی ہے۔ پھر آپ کی ساری ریاست و نوابی اِدھر ہی رہ جائے گی۔ آنکھ بند ہوتے ہی سکہ بدل جائے گا۔

آخرت کی کرنسی کیا ہے؟

کئی سال پہلے کی بات ہے۔ ایک سیٹھ نے مجھ سے سوال کیا کہ جب کارخانہ دار، سیٹھ،

سرمایہ دار اور رئیس لوگوں کا انتقال ہوجاتا ہے تو مخلوق کی زبان پر یہ جاری ہوتا ہے کہ اللہ بخشے بڑے نیک آدمی تھے، بڑے نمازی پرہیز گار تھے، مسجد میں ہر ماہ امام اور مؤذن کی تنخواہ خود دیتے تھے، بڑی مسجدیں بنائیں، بڑے مدرسے بنوائے، لیکن ان کے کارخانوں کا تذکرہ کوئی نہیں کرتا کہ اللہ بخشے بڑے مال دار آدمی تھے، ایک کارخانہ فیصل آباد میں تھا، ایک کراچی میں تھا، ایک لاہور میں تھا، یہ تذکرہ کیوں نہیں ہوتا؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے مجھے فوراً جواب عطا فرمایا کہ چوں کہ آنکھ بند ہونے کے بعد ملک بدل گیا، لہٰذا جس ملک میں جارہا ہے اب اس ملک کی کرنسی کا تذکرہ ہورہا ہے کہ اللہ بخشے اس نے فلاں مسجد بنائی، مدرسہ بنایا، اماموں کی تنخواہ دیتا تھا اور غریبوں کی مدد کرتا تھا۔ جب ملک بدل گیا تو کرنسی بدل گئی، پس دوسرے ملک میں پہلے ملک کی کرنسی نہیں چلتی، تو اس کا کوئی تذکرہ بھی نہیں کرتا۔ دنیا کی کرنسی آخرت میں نہیں چلتی، اس لیے سیٹھوں کے فیصل آباد، گوجرانوالہ اور لاہور کے کارخانوں کا کوئی تذکرہ نہیں کرتا، بلکہ نیکیوں کی جو کرنسی انہوں نے آخرت میں بھجوادی اسی کا تذکرہ ہوتا ہے کہ بڑے مخیر آدمی تھے، مساجد و مدارس پر بہت خرچ کرتے تھے، غریبوں کی مدد کرتے تھے وغیرہ۔ میرے اس جواب سے وہ صاحب بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے مجھ کو آپ کا یہ جواب سوٹ (Suit) کرگیا ہے یعنی بہت موافق آیا، دل خوش ہوگیا۔

لیکن پردیس میں رہ کر وطن کی تیاری کی توفیق جب ہوتی ہے، جب ان لوگوں کے ساتھ رہا جائے جو پردیس میں رہتے ہوئے بھی وطن کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں۔ پردیس میں جہاں تذکرۂ وطن ہورہا ہے ان کی صحبتوں سے تعمیر کی توفیق ہوتی ہے اور جن کو ایسی صحبتیں نصیب نہیں ہوئیں، وہ پردیس میں رہ کر تعمیرِ پردیس کی فکر میں تو رہے، مگر اصلی وطن کی تخریب کرڈالی۔ اصلی وطن خراب آباد بن گیا۔

مثنوی شریف میں بازِ شاہی اور اُلّوؤستان کا ایک سبق آموز قصہ

باز ایک شکاری پرندہ ہے، اُسے بادشاہ اپنے پنجے پر بٹھاتے ہیں، اس لیے اس کا نام

بازِ شاہی ہے یعنی وہ باز جو بادشاہ پالتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بازِ شاہی محل سے اڑا، اسے شاہی محل میں دوبارہ آنا تھا، بادشاہ اس کی رفتار دیکھنا چاہتا تھا، مگر وہ راستہ بھول کر ایک ویرانہ میں پہنچ گیا۔ وہاں اُلّو رہا کرتے تھے۔ اُلوؤں کو اس کی شکل بُری معلوم ہوئی، جیسے نکٹوں کا ایک گاؤں تھا، وہاں سب کی ناک کٹانے کی عادت تھی۔ پانچ ہزار کی بستی اور سب کے سب نکٹے۔ ایک دن وہاں ایک شخص پہنچ گیا جس کی ناک صحیح سلامت تھی، تو پانچ ہزار نکٹوں نے کہا کہ واہ واہ! نکو صاحب آگئے، ذرا اپنا چہرہ دیکھو کیسا بُرا لگ رہا ہے! ناک کس طرح اوپر کو اٹھی ہوئی ہے اونٹ کے کوہان کی طرح، ہمیں تو تمہاری شکل بہت بُری لگ رہی ہے۔

ایک معترض کو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا حکیمانہ جواب

یہاں ایک اور لطیفہ یاد آگیا۔ ہندوستان کی بات ہے، اس وقت پاکستان نہیں بنا تھا۔ ایک شخص نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ بمبئ میں حج کیوں نہیں ہوتا، مکہ میں کیوں ہوتا ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کی ناک سامنے کیوں ہے، پیچھے کیوں نہیں ہے؟ اس نے کہا کہ اگر ناک پیچھے ہوتی تو چہرہ بُرا لگتا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ بُرا تو جب لگتا کہ جب ایک آدمی کی ناک پیچھے ہوتی، اور جب سب کی ناک اللہ میاں پیچھے کرتے، تو ہر آدمی سمجھتا کہ انسان ایسے ہی ہوا کرتا ہے۔ اب وہ خاموش ہوگئے۔ بس جواب ہوگیا کہ اللہ مالک ہے، جہاں چاہے اپنا گھر بنادے۔

حرمین شریفین کی عظمت

پہاڑوں کے دامن میں اللہ تعالیٰ نے کعبہ بنایا جہاں پہاڑوں پر کوئی نظارہ، کوئی سینری، کوئی درختوں کی قطاریں نہیں ہیں، لیکن پہاڑوں پر عظمت اللہ کی تجلیات کا جو عالم ہے اہلِ نظر سے پوچھو ؎

ہم نے دیکھے ہیں ایسے بھی اہلِ نظر
زندگی زندگی سے رہی بے خبر

یعنی زندہ تھے مگر اپنی زندگی سے بے خبر تھے، اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ پر فدا کیے ہوئے تھے۔ اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا جو میں نے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی شان میں کہا تھا، جس کو میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم (افسوس اب رحمۃ اللہ علیہ ہوگئے) نے بہت پسند فرمایا، اتنا پسند فرمایا۔ کہ اپنی کاپی پیش کردی کہ اس میں نوٹ کردو۔ وہ شعر یہ ہے ؎

میری نظروں میں تم ہو بڑے محترم
یا جبال الحرم یا جبال الحرم

اے حرم کے پہاڑو! تم میری نظروں میں بڑے ہی محترم ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر اپنا گھر بنایا ہے۔ تم خدائے تعالیٰ کے گھر کے پڑوسی ہو۔ جب انسان اپنا گھر بنانا چاہتا ہے تو بہترین جگہ کا انتخاب کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شان والے مالک نے مکہ شریف کے پہاڑوں کو کیوں تجویز کیا؟ معلوم ہوا کہ یہ سارے عالَم سے بہترین پہاڑ تھے اور سارے عالَم سے بڑھ کر یہ خطۂ زمین تھا جہاں خدا نے اپنا گھر بنایا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ایک عاشق نے جب اللہ کے شہر مکہ شریف، بلد الامین میں قدم رکھا تو یہ شعر پڑھا ؎

مسکن یار است و شہر شاہِ من

مکہ شریف میرے محبوب کا شہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شہر ہے میرے شاہ کا شہر ہے۔ اور جب مدینہ پاک پہنچا تو وہاں بھی یہی شعر پڑھ دیا کہ یہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے ؎

نزدِ عاشق ایں بود حُبُّ الوطن

عاشقوں کا وطن وہی ہوتا ہے جہاں اس کا محبوب ہوتا ہے۔ جو حرمین شریفین جا کر وطن کو یاد کرتے ہیں وہ کچے ہیں، ان کا عشق کچا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک عاشق سے اس کے محبوب نے پوچھا ؎

گفت معشوقے بہ عاشق اے فتیٰ
تو بہ غربت دیدۂ بس شہرہا

اے جوان تو نے پردیس میں بہت بڑے بڑے شہر دیکھے ؎

بس کدامی شہر زاں ہا خوشتر است

پس کون سا شہر تجھ کو اچھا لگا؟

گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است

عاشق نے کہا کہ وہ شہر اچھا لگا جہاں میرا محبوب رہتا ہے۔ خدا کے عاشقوں سے پوچھو کہ مدینہ پاک جاکر کیا حال ہوتا ہے؟ جب بلدِ امین یعنی مکہ شریف میں داخل ہوتے ہیں تو کیا مزہ آتا ہے؟ ساری دنیا کے جغرافیے ان کو بھول جاتے ہیں، نہ انہیں لندن یاد رہتا ہے، نہ امریکا یاد آتا ہے، نہ جاپان نہ جرمن، مدینہ پاک پہنچ کر ان کا دل یہی چاہتا ہے کہ کاش یہیں ہماری قبر بن جائے، اب یہاں سے نکلنا نہ ہو۔

مذکورہ قصہ سے سالکین کے لیے عجیب سبق

تو میں کہہ رہا تھا کہ جب بازِ شاہی بادشاہ کے محل کا راستہ بھول کر اُلّوؤں کے ویرانہ میں پہنچ گیا، جس کا نام مولانا رومی نے خراب آباد رکھا ہے، کیوں کہ جہاں اُلّو رہتے ہیں وہ ویران جگہ ہوتی ہے، اس لیے اس کا نام خراب آباد ہے۔ تو جتنے اُلو تھے، جب دیکھا کہ نئے ڈیزائن کا نئی شکل کا پرندہ آیا ہے جو سائز میں بھی بڑا اور اس کی چونچ اور پنجے بھی عجیب سے ہیں، تو سب اُلّوؤں نے ایک کارنر میٹنگ کی یعنی مجلسِ شوریٰ بِٹھائی، سب اُلو جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہ جو نیا پرندہ آیا ہے، یہ ہم لوگوں کے وطن خراب آباد، ویرانستان اور اُلّوؤستان یعنی اُلّوؤں کے رہنے کی جگہ پر قبضہ کرنے آیا ہے، اگر اس کو بھگایا نہ گیا تو یہ قبضہ کرلے گا۔ بازِ شاہی نے ان کی مجلسِ شوریٰ کا فیصلہ سن لیا کہ یہ ہم سے ڈر گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں اس خراب آباد، اُلّوؤں کے جنگل پر قبضہ کرنے آیا ہوں۔ تو بازِ شاہی نے کہا کہ دیکھو بھئی! میں یہاں نہیں رہوں گا۔

ایں خراب آباد در چشمِ شماست

یہ اُلوؤستان، یہ ویرانہ، یہ جنگل اے اُلّوؤ! تمہاری نگاہوں کو مبارک ہو۔ میں اپنے شاہ کی طرف لوٹ رہا ہوں۔

من نخواہم بود ایں جا می روم
سوئے شاہنشاہ راجع می شوم

میں اس جگہ نہیں رہوں گا۔ واپس جارہاہوں اور کہاں جارہاہوں؟ سوئے شاہنشاہ راجع می شوم، میں اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ رہاہوں، میرا مکان شاہی محل ہے، میں شاہ کے پنجے پر رہتا ہوں۔ یہاں سے ایک سبق ملتاہے کہ کبھی شیطان اغوا کر کے سینماہاؤس یاوی سی آر دِکھانے لگے، کسی بدمعاشی، نالائقی، ناپاک اور گناہوں کے عمل میں ملوث کردے، تو آپ وہاں یہی اعلان کردیجیے کہ میں یہاں نہیں رہوں گا، میں واپس جارہاہوں اپنے اللہ کے محلِ قُرب میں جارہاہوں اور دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر اپنے اللہ کے پاس رہوں گا۔ میں اپنے شہنشاہ کے پاس جارہاہوں جو تمام سلطانوں کا سلطان ہے، سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہم خدائے تعالیٰ کو چھوڑ کر گناہوں کی خبیث، تاریک اور بھیانک زندگی میں اس طرح دوڑتے ہیں کہ قابلِ افسوس حالت ہوتی ہے۔ گناہوں کے ویرانوں میں مثل اُلّوؤں کے ہم لوگ مانوس ہو جاتے ہیں، لہٰذا مولانارومی رحمۃ اللہ علیہ بازِ شاہی کے ترجمان بن کر فرماتے ہیں کہ بازِ شاہی نے یہ کہا ؎

ایں خراب آباد در چشمِ شماست

یہ اُلّوؤں کاویرانہ ہے، اے اُلّوؤ! تمہیں مبارک ہو۔

بہرِ من آن ساعد شہ خوب جاست

میرا ٹھکانہ میرے بادشاہ کی کلائی ہے جس پر وہ مجھے رکھتاہے۔ مجھے بادشاہ کا قُرب مبارک اور تم کو یہ ویرانہ مبارک۔ اللہ والے یہی کہتے ہیں کہ اے نافرمان اور گناہ گار زندگی والو! ہمارے لیے مسجد کی چٹائی اور مسجد کا گوشہ کیا عمدہ جگہ ہے ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

فرماں بردار اور نافرمان زندگی کا فرق

جس وقت بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، وہ ساعت وہ گھڑی کتنی مبارک ہوتی ہے اور جس وقت بندہ کسی خبیث فعل بد نظری میں یا کسی بھی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے آہ! وہ کتنی منحوس

گھڑی ہوتی ہے کہ اللہ کا قہر اور غضب اس پر برس رہا ہے۔ ساری دنیا کے لوگ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جس کو بُری نظر سے دیکھتا ہے وہ بھی گالیاں دے رہا ہے کہ ملّا ہو کر داڑھی رکھ کر کمبخت مجھے بُری نظر سے دیکھ رہا ہے، اس کی آنکھوں سے زِنا اور لعنت ٹپکتی ہے۔ جس کو محبت سے دیکھتا ہے وہ بھی گالی دیتا ہے۔ اور اگر وہ شخص متقی ہے تو بد نظری کرنے والے کی آنکھوں میں اس کو ظلمت اور شیطان کا ڈانس محسوس ہو جاتا ہے کہ شیطانی نظر سے مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ دوستو! ہمارا حاصلِ حیات وہی لمحہ ہے جو اللہ پر فدا ہو رہا ہے ؎

وہ لمحۂ حیات جو تجھ پر فدا ہوا
اس حاصلِ حیات پہ اخترؔ فدا ہوا

دوستو! یہ شعر بہت دردِ دل سے نکلتا ہے۔ ہماری شاعری دماغی نہیں ہے، دردِ دل سے آہیں نکلتی ہیں، وہ شعر کے سانچوں میں ڈھل جاتی ہیں ؎

چھپاتی رہیں رازِ غم چپکے چپکے
مِری آہیں نغموں کے سانچوں میں ڈھل کے

میری شاعری میرے دل کی آہ ہے ؎

وہ لمحۂ حیات جو تجھ پر فدا ہوا
اس حاصلِ حیات پہ اخترؔ فدا ہوا

جو وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزر جائے وہ حاصلِ زندگی ہے۔ مولائے کریم جس سے خوش ہو جائے اس کے دل سے پوچھو، جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ نے اس کے دل کو ایسی خوشی عطا فرمائی کہ وہ کانٹوں پر بھی لیٹا ہے تو مسکرا رہا ہے۔ اور جس کے دل کو اس کی شامتِ اعمال سے خدا نے خوش رکھنے کا فیصلہ نہیں کیا، وہ پھولوں کے اندر رہ کر خودکشی کے پروگرام بنا رہا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو خوش کیے ہوئے ہے، اس کی نیت اور محنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خوش کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، اسے اگر کوئی ببول کے نیچے، کیکر کے نیچے کانٹوں میں بھی سلا دے تو بھی وہ ہنستا اور مسکراتا رہے گا، کیوں کہ اُس کے دل میں باغ ہے، باہر تو کانٹے ہیں مگر دل میں باغ ہے۔ اور بعض ایسے نالائق ہیں کہ جو پھولوں میں ہیں مگر دل میں گناہوں کے

کانٹے گھسے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے غضب کی، لعنت کی لاتیں برس رہی ہیں ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

جمعہ کے سات اعمال

تو میں عرض کررہا تھا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ جو جمعہ کے دن سات (۷) اعمال کرے کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا [۱] اُس کو مسجد جاتے ہوئے ہر قدم پر ایک سال کی نفل نمازوں کا ثواب اور ایک سال کے نفلی روزوں کا ثواب ملے گا۔

آپ لوگ گھبرائیے نہیں کہ شاید یہ سات اعمال بہت مشکل ہوں گے، نہیں بہت آسان ہیں:

۱) غسل کرنا۔ بتائیے صاحب! کیا یہ مشکل کام ہے یا طبعی خواہش ہوتی ہے کہ ساتویں دن نہالو، صابن سے میل کچیل اور پسینہ دور کرلو؟

۲) اچھے کپڑے پہننا۔ یہ بھی مشکل کام ہے؟ کس کا دل چاہتا ہے کہ ساتویں دن، جمعہ کے دن خراب کپڑے پہنوں؟ یہ تو ہماری پسند کے مطابق احکام ہیں۔

۳) مسجد جلد جانے کی فکر کرنا۔ یہ نہیں کہ گپ شپ لگارہے ہیں، گھڑی دیکھ رہے ہیں کہ ابھی بہت دیر ہے۔

۴) مسجد پیدل جانا بشرطیکہ مریض اور کمزور نہ ہو۔

۵) امام کے قریب بیٹھنا بشرطیکہ جگہ ہو۔ کسی کی پیٹھ پر کودتا پھاندتا دھکا مارتا نہ جائے۔

۶) خطبہ کو غور سے سننا۔ یہ نہیں کہ بیٹھا مسجد میں ہے اور دماغ بیکری میں ہے کہ نماز کے بعد بیکری سے ایک ڈبل روٹی لینی ہے اور مکھن کی خاص ٹکیہ جو وٹامن سے بھرپور ہو، لاحول ولا قوۃ! خدا کے گھر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے آئے ہو، اس لیے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رکھو۔

۷) کوئی لغو اور بے ہودہ کام نہ کرنا، مثلاً مسجد میں چٹائی بچھی ہے تو اس کے تنکے توڑرہے ہیں،

[۱] جامع الترمذی:۱/۱۱۱،باب فی فضل غسل یوم الجمعۃ،ایچ ایم سعید

قالین بچھا ہے تو اس کا ایک ایک دھاگہ کھینچ رہے ہیں۔ ارے! یہ تو لغو ہی نہیں بلکہ گناہ بھی ہے۔ یہ سات اعمال یاد کر لیجیے۔

ایک بار ترتیب وار پھر سن لیجیے: ۱۔ غسل کرنا۔ ۲۔ اچھے کپڑے پہننا۔ ۳۔ مسجد جلد جانے کی فکر کرنا۔ ۴۔ مسجد پیدل جانا۔ ۵۔ امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنا۔ ۶۔ خطبہ غور سے سننا۔ ۷۔ کوئی بے ہودہ لغو کام نہ کرنا۔

ابنِ ماجہ شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف اور ابو داؤد شریف[۲] صحاح کی چار کتابوں سے یہ حدیث ثابت ہے۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ لَمْ نَسْمَعْ فِي الشَّرِيْعَةِ حَدِيْثًا صَحِيْحًا مُشْتَمِلًا عَلٰى مِثْلِ هٰذَا الثَّوَابِ ہم نے کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں سنی جو ایسے ثواب پر مشتمل ہو۔

حضرت والا کے توکل اور اِسْتَغْنَا عَنِ الْخَلْقِ کا ایک واقعہ

ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے مدرسے میں دس بارہ ملکوں کے بچے پڑھتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کسی بادشاہ سے رابطہ ہے، کیوں کہ کبھی جمعہ میں چندہ کی اپیل نہیں کرتے۔ مجھے یہ خبر ملی کہ بعض لوگوں نے آپس میں گفتگو کی کہ اس مولانا کا تعلق کویت کے بادشاہ سے ہے، لیبیا کے بادشاہ سے ہے، مراکش کے بادشاہ سے ہے، الجزائر کے بادشاہ سے ہے، تیونس کے بادشاہ سے ہے، اِسی لیے تو کبھی مانگتا نہیں ہے۔ یہ غلط خیال دل سے نکال دو، میں سلطانوں کے سلطان سے تعلق رکھتا ہوں۔ بادشاہوں کو جو سلطنت کی بھیک دیتا ہے، اختر اس سے مانگتا ہے۔ وہ اللہ ہمارے دوستوں ہی کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ کسی سرمایہ دار، کارخانے دار سے میری جان پہچان نہیں ہے۔ آتے ہوں تو ہمیں پتا نہیں، لیکن میں اپیل اس لیے نہیں کرتا کہ اگر درد بھرے دل سے اللہ کی محبت کا مضمون بیان کرنے کے بعد میں کہہ

---

[۲] سنن ابی داؤد: ۵۰/۱ باب فی الغسل للجمعة ایج ایم سعید / سنن ابن ماجة: ۱۸۳ (۱۰۸۷)، باب فضل الجمعة، المکتبة الرحمانیة

دوں: لاؤ بھئی! چندہ۔ تو آہ! وہ بندہ جو مانگے چندہ ہو جاتا ہے گندا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے اتنے عالی شان مضمون کے بعد پیسے کی بات کر دینے سے اس کے دردِ دل کی قیمت گر جاتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے جو اکبر الٰہ آبادی نے کہا تھا کہ

ہر پس تقریر آخر چندہ ایست

ہر تقریر کے آخر میں چندہ کی بات آئے گی، اس لیے ہمارے بزرگوں نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ جب وعظ بیان کرو، تو ضرورتِ شدیدہ بھی ہو تو بھی چندہ کی بات مت کرو، کیوں کہ یہ بھی وعظ کا ایک قسم کا معاوضہ ہو جاتا ہے، اگر چہ اپنے لیے نہ ہو۔ الحمد للہ! فرانس کے جزیرہ ری یونین کا سفر ہوا، ساؤتھ افریقہ کا سفر بھی ہوا، بڑے بڑے سیٹھوں کی مسجدوں میں بیان ہوا، لیکن میں نے کہیں اپنے مدرسے کا نام بھی نہیں لیا کہ وعظ کے آخر میں کہہ دوں کہ میرا مدرسہ بھی ہے، تو جو ہوشیار سیٹھ ہیں وہ سمجھ جاتے ہیں، آپس میں کانا پھوسی کرتے ہیں کہ سناسنا، آگئے مطلب پر، آمدن بر سرِ مطلب۔ دیکھا! مدرسے کا نام لے لیا۔ آہ! الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کی دعاؤں کے صدقے میں توفیق دی، یہاں ری یونین کے لوگ موجود ہیں، ساؤتھ افریقہ کے لوگوں سے بھی پوچھ لیا جائے، میں نے اپنے مدرسے کا کسی طرح تذکرہ بھی نہیں کیا۔ میں نے کہا: جن کے لیے اللہ کی محبت کا درد پیش کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کے لیے، تو کیا اللہ تعالیٰ ہمارا مدرسہ چلانے کے لیے کافی نہیں ہیں؟ وہ ہمارے اِن غریب دوستوں کے دلوں میں توفیق ڈالے گا۔ وہ خود پوچھیں گے کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو۔ جو شخص علماء کے مانگنے کا انتظار کرتا ہے کہ جب مولوی مانگے گا تب دوں گا اس کا درجہ آخرت میں نہ جانے کیا ہو گا؟ میں کچھ نہیں کہتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اہلِ مدارس، خادمِ مدارس اور خدامِ دین سے پوچھتے ہیں کہ میرے لائق خدمت ہو تو آپ بتائیے۔

علماءِ کا اکرام اُمت پر فرض ہے

یہ مولوی نائبِ رسول ہیں۔ کیا انہیں دروازہ دروازہ پھرانا عظمتِ رسول کے خلاف نہیں ہے؟ علمائے دین کو اپنے دروازوں پر بلا بلا کر چندہ دینا اور مجبور کرنا کہ یہاں سے جاؤ، یہ دفتر ہے، سیٹھ کے گھر پر جاؤ، وہاں ملے گا چندہ۔ کیا وہ طلبائے کرام جن کے پیروں کے نیچے

فرشتے پَر بچھاتے ہیں، جب وہ قربانی کی کھالیں دروازہ دروازہ مانگنے جائیں، تو کیا اس سے طلبائے کرام اور علمائے دین کی عظمتوں کو نقصان نہیں پہنچتا؟

علماء عزتِ نفس اور عظمتِ دین کا لحاظ کریں

ایک صاحب نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ہم اپنے لیے اپنے نفس کو تھوڑے ہی ذلیل کرتے ہیں، ہم تو ایسا اللہ کے دین کے لیے کرتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وزیر اعظم کی ماں مر جائے اور کوئی ظالم اعلان کردے کہ لاؤ بھئی چندہ، لاؤ وزیر اعظم کی امّاں کی فاتحہ خوانی کرنی ہے اور بریانی پکانی ہے، تو وزیر اعظم اپنی ہتک عزت کا مقدمہ دائر کردے گا۔ اب آپ کہیں گے کہ پھر مدرسے کیسے چلیں گے؟ تو بھئی! اس کے لیے ٹینٹ لگالیں، اس پر لکھ دیں کہ قربانی کی کھالیں یہاں بھی دی جاسکتی ہیں۔ لوگ خود لاکے دیں گے اور اگر دروازے ہی پر بھیجنا پڑے، تو ان لوگوں کو رکھو جن کے چہرے پر مولویت کا لیبل نہ ہو۔ مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ جزائے خیر دے۔ جمعہ کے دن وہ کالج کے لڑکوں سے رومال چلواتے تھے، کالج کے میٹرک پاس، انٹر پاس مسٹر لڑکوں کو چندہ جمع کرنے کے لیے بھیجتے تھے۔ کہتے تھے کہ ان سے اس لیے منگواتا ہوں تاکہ لوگ مولویوں کو حقیر نہ سمجھیں، لہٰذا جن لوگوں نے ابھی مولویت کا لبادہ نہیں پہنا ان مسٹروں کی خدمات حاصل کرو، شاید اس کی برکت سے وہ اپنی ٹرمس کردیں۔

تذکرہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

میرا مقصد کسی پر تنقید کرنا نہیں ہے، میں تو صرف اپنے بزرگوں کی تعلیمات بیان کررہا ہوں۔ الحمد للہ! میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب (افسوس رحمۃ اللہ علیہ ہوگئے) پورے ہندوستان کے کئی صوبوں میں ان ہی اصولوں پر سو مدرسے چلاتے رہے۔ حضرت والا سفیر نہیں بھیجتے تھے معرِّف بھیجتے تھے، یعنی وہ تعارف کراتا ہے اور صرف اطلاع دینے آتا ہے کہ ادارہ دعوۃ الحق کے سو مدرسے چل رہے ہیں، ممبئی میں اتنے، یوپی میں اتنے، بنگال میں اتنے، جب تعارف کرادیا تو اس کے بعد یہ بتادیا کہ سالانہ یہ خرچہ ہے، اتنے طلبا پڑھ رہے ہیں

اور اتنے اساتذہ کام کررہے ہیں۔ اس کے بعد کہتا ہے اچھا السلام علیکم! لوگ کہتے ہیں کہ بھئی! چندہ تو لیتے جاؤ، تو وہ کہتا ہے کہ ہمیں چندہ لینے کی اجازت نہیں ہے، ہمیں صرف تعارف کرانے کی اجازت ہے، اگر چندہ بھیجنا ہے تو مرکز کو بھیج دیں اس کا یہ پتا ہے۔

بادشاہ کی پیشکش اور حضرت والا کا استغنا

چوں کہ بعض لوگوں کو غلط فہمیاں ہیں، اس لیے میں نے اس غلط فہمی کا ازالہ کردیا کہ میرا کسی بادشاہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے اس ادارے کے لیے کوئی بادشاہ نہیں بھیجتا اور نہ ہمارا کسی بادشاہ سے کوئی رابطہ ہے، میرا تعلق غریبوں سے ہے۔ البتہ ایک مرتبہ بادشاہ نے مجھے پیشکش کی تھی، جب یہاں کچھ نہیں تھا، خالی پلاٹ تھا، اس میں پانی کھڑا تھا جس میں مچھلیاں بھری ہوئی تھی۔ اس وقت میرے ایک دوست نے کہا: ایک بادشاہ نے سات لاکھ دینے کو کہا ہے اور وہ بادشاہ کہتا ہے کہ میرے آفس میں پیر صاحب کو آنا پڑے گا اور دستخط کرکے روپیہ لے جانا پڑے گا۔ میں نے کہا کہ ان سے کہیں کہ وہ آپ کو دے دیں اور آپ مجھے پہنچادیں۔ یہ فقیر بادشاہوں کے دروازے پر جاکر بِئْسَ الْفَقِیْرُ نہیں بننا چاہتا، کیوں کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ وہ فقیر بُرا ہے جو امیروں کے دروازے پر جائے اور وہ امیر اچھا ہے جو فقیروں کے دروازے پر جائے۔

بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ وَنِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِیْرِ

وہ امیر بہتر ہے جو فقیروں اور اللہ والوں کے دروازے پر جائے۔ یہاں فقیر سے مراد بھیک منگے نہیں ہیں۔

شاہ صاحب جو سمجھتا ہے تو بھک منگوں کو
تو نے دیکھی نہیں وہ صورتِ شاہانہ ابھی

آج کل شاہ صاحب کس کو کہتے ہیں؟ جو بھیک مانگتا ہو۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے دنیاوالو! تم نے شاہ صاحب کہاں دیکھا ہے؟ تم نے تو بھیک مانگنے والوں کو شاہ صاحب سمجھ لیا، ابھی اللہ والوں کو تم نے کہاں دیکھا ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ استغنا

بمبئی کے ایک سیٹھ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لاکھ روپیہ لا کر دیے۔ لیکن حضرت نے فرمایا کہ چوں کہ آپ سے میری جان پہچان نہیں ہے، پہلی ملاقات ہے اور میں بغیر جان پہچان کے پیسہ نہیں لیا کرتا، چناں چہ حضرت نے ساری رقم واپس کر دی۔ اس ادا پر رمزی اٹاوی شاعر نے کہا تھا۔

نہ لالچ دے سکیں ہر گز تجھے سِکوں کی جھنکاریں
تیرے دستِ توکل میں تھیں استغنا کی تلواریں

جلالِ قیصری بخشا جمالِ خانقاہی کو
سِکھائے فقر کے آداب تُو نے بادشاہی کو

یہ ہیں ہمارے آباؤاجداد۔ ایک شخص نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی دنیاوی لالچ دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے دنیا کا لالچ مت دو، میں اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جس نے اللہ کے راستے میں سلطنتِ بلخ دے دی تھی اور سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ داروں میں سے تھے، فاروقی خاندان سے تھے۔

حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت! میرے لیے دعا کر دیجیے کہ میں مال دار ہو جاؤں۔ تو حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے۔ فرمایا: میں نے بادشاہت دے کر فقیری لی ہے، تجھ کو مفت میں ملی ہے، اس لیے قدر نہیں کرتا۔ ارے! ابھی جو سکون سے اللہ کا نام لے رہے ہو، دو چار کارخانے کھول کر دیکھ لو کہ کتنا سکون رہتا ہے؟ اللہ سے اتنا مانگو کہ بس عزت کے ساتھ زندگی بسر ہو جائے اور جناب! اگر آپ نے پانچ دس کروڑ کما لیا، دس فیکٹریاں کھول لیں، تب بھی کتنی روٹی کھاؤ گے؟ کیا روٹی کی تعداد بڑھ جائے گی؟ وہی دو تین چپاتی کھاؤ گے بلکہ بیٹھے بیٹھے شاید چپاتی بھی کم ہو جائے اور فکروں کی چپت بڑھ جائے اور اندیشہ ہے کہ ٹہلنے کا وقت بھی نہ ملے تو

خوراک بھی کم ہو جائے گی، چورن مانگتے پھروگے۔ کیا کروڑ پتی دس جوڑے پہنے رہتا ہے؟ ایک وقت میں ایک جوڑا ہی پہنے گا۔ کیا کروڑ پتی تین چار چپاتی کے بجائے چالیس چپاتی کھاتا ہے؟ چالیس مرغ کھا سکتا ہے؟ خوراک وہی رہتی ہے، بس اللہ سے اتنا ہی مانگو کہ کسی کے محتاج نہ رہو، اس کے لیے میں وظیفہ بھی بتا رہا ہوں، ان شاء اللہ اس وظیفے کا پڑھنے والا کسی مخلوق کا محتاج نہیں ہو گا، یہاں تک کہ فالج اور لقوہ سے بھی ان شاء اللہ بچا رہے گا۔ وہ کیا ہے؟

یَا صَمَدُ، یَا عَزِیْزُ، یَا مُغْنِیُ، یَا نَاصِرُ

اس کو چلتے پھرتے بلا تعداد پڑھو۔ ان شاء اللہ غیب سے ایسی مدد آئے گی کہ آپ حیران ہو جائیں گے۔ قرضہ بھی ادا ہو جائے گا، مال داری بھی آئے گی، عزت بھی ملے گی اور آپ مخلوق کے محتاج بھی نہیں رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ دُعا بھی کر لیا کرو کہ اے خدا! آپ کا نام بہت بڑا ہے۔ جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کر دیجیے۔ ایک مجذوب دعا کرتا تھا کہ اے اللہ! آپ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کر دیجیے۔

اب درمیان میں کچھ اہم باتیں بھی سن لیجیے۔ اعمالِ نیک کی اور گناہ چھوڑنے کی ہمت تین اعمال سے آتی ہے: ۱) خود ہمت کرے: ۲) اللہ تعالیٰ سے ہمت کی دعا کرے: ۳) خاصانِ خدا سے ہمت کی دعا کرائے۔ اور تین باتوں کا میں اضافہ کرتا ہوں: ۱) کچھ ذِکر کا معمول بنائے، ناغہ نہ کرے۔ ۲) اللہ والوں کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ آنا جانا رکھے۔ ۳) گناہوں کے اسباب سے دوری اختیار کرے۔

گناہوں کے قریب رہنے سے ان کا زہر روح میں آہستہ آہستہ گھلنے لگتا ہے اور جب روحانیت میں کمزوری آئے گی تو ہمت پست ہو جائے گی، پھر نظر بھی خراب ہونے لگے گی، یہاں تک کہ حسینوں کو اپنی گود میں بٹھانے کے وسوسے شروع ہو جائیں گے۔ یاد رکھو! ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب بنتا ہے۔ کوئی تھوڑی دیر کسی اَمرد یا کسی لڑکی سے گپ شپ کر لے دل کا ستیاناس ہو جائے گا، اعمالِ صالحہ کی لذت سے اور مناجات کی حلاوت سے محروم ہو جائے گا، یہاں تک کہ ایک دن اہل اللہ کی محبت سے بھی راہِ فرار اختیار کر لے گا، کیوں کہ جب اُلو پن غالب ہو جائے گا تو اب یہ کہاں بلبل رہے گا؟ خانقاہ میں رہنے کے بھی قابل نہیں رہے

گا، کیوں کہ گناہوں سے اس کا دل ویران ہو چکا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کو چمنستان سے نکال باہر کریں گے۔ اُلو وُستان بھیج دیں گے۔ جب اُلو بن گیا تو اُلو وُستان میں بھیجا جائے گا، اس لیے بازِ شاہی کی بات پھر سناتا ہوں، اس بازِ شاہی نے اُلوؤں سے کہا: میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا، میں بازِ شاہی ہوں، یہ اُلو وُستان تمہیں مبارک ہو۔

ایں خراب آباد در چشم شماست
بہرِ من آں ساعد شہ خوب جاست

بازِ شاہی نے کہا: اے اُلوؤ! تمہیں تمہارا خراب آباد اور ویرانہ مبارک ہو اور مجھ کو میرے بادشاہ کی کلائی جس پر میں رہتا ہوں۔ اسی طرح اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور مناجات کی لذت محبوب ہوتی ہے۔ بازِ شاہی نے اُلوؤں کو للکارا کہ اے اُلوؤ! غور سے سن لو، میرے لیے میرے بادشاہ کی کلائی بہتر ہے۔ اُلوؤں نے کہا کہ یہ بہت مکّار معلوم ہوتا ہے، اپنی برتری دکھا رہا ہے، ہم لوگوں کو رعب میں لے رہا ہے۔ اس کی ایک بات نہ سنو۔ سب لوگ یک بارگی حملہ کرو اور اس کے پَر نوچ لو۔

باطن کی حقارت کی تمثیل

یک بارگی حملہ کرنے پر ایک قصہ یاد آیا۔ ایک بلی سے چوہے تنگ آچکے تھے۔ وہ سیریل نمبر سے ایک ایک چوہا کھا رہی تھی تو سب چوہوں نے کارنر میٹنگ کی۔ انہوں نے کہا ہم اتنی تعداد میں ہیں پھر بھی بلی ہم کو کھا جاتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ سب مل کر اس پر حملہ کر دیں اور کچھ دن پہلے لندن سے وٹامن منگالو اور کھا کر خوب تگڑے بنو۔ ایک چوہے نے کہا کہ میں ایم ایس سی بھی ہوں، پڑھ کر بتادوں گا کہ کس اسٹور میں وٹامن ہے۔ غرضیکہ چوہے وٹامن کھا کر تگڑے ہوگئے۔ اب پھر ایک میٹنگ ہوئی۔ ایک چوہے نے کہا: ایسا کرو کہ ہم میں سے کچھ لوگ بلی کا ایک کان پکڑ لیں، کچھ چوہے دوسرا کان پکڑ لیں، کچھ چوہے اس کا ایک ہاتھ پکڑ لیں، کچھ دوسرا ہاتھ پکڑ لیں، اسی طرح کچھ اس کے پیر پکڑ لیں اور ایک چوہا اس کی پسلیاں کاٹ کر اندر گھس جائے اور اس کا دل چبالے۔ فیصلہ ہو گیا۔ سارے چوہوں نے واہ واہ کہا کہ بس کامیابی ہوگئی۔ انہوں نے دیکھا کہ بلی آج کل بیمار بھی ہے، اس کو ٹائیفائڈ ہو گیا

ہے، تو انہوں نے کہا کہ یہ حملہ کرنے کا بہت اچھا موقع ہے، کیوں کہ دشمن کو ٹائیفائڈ ہے، اب جتنے کو الیفائڈ ہیں سب جمع ہو جائیں۔ چوہوں کے امیر نے کہا: جتنے چوہے حملہ کرنے کے فن میں کوالیفائڈ ہیں سب میرے قریب آجاؤ۔ سب حملہ کرنے نکل پڑے۔ یہ بات مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرمارہے ہیں۔ اُدھر بلی نے دیکھا کہ آج سارے چوہے خلافِ معمول میری طرف بڑھ رہے ہیں، آج سے پہلے ان ظالموں کی کبھی اتنی ہمت نہیں تھی، مجھ کو دیکھ کر راہِ فرار اختیار کرتے تھے، بغیر بل پاس کیے بلوں میں گھس جاتے تھے۔ آج یہ کیا ہو رہا ہے کہ میری طرف بڑھ رہے ہیں؟ آج ان کی نظریں مجھ کو خطرناک معلوم ہو رہی ہیں، حالاں کہ بلی کو بخار تھا، ہڈیاں پسلیاں نکلی ہوئی تھیں، بہت ہی ضعف، لاغری اور کمزوری ہو رہی ہے، لیکن اس کمزوری کے باوجود اس نے جب حسبِ معمول اپنی فطرت کے مطابق آہستہ سے میاؤں کہا، تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلی کی اس کمزور میاؤں سے سارے چوہے حواس باختہ، بے ساختہ، آبرو باختہ ہوتے ہوئے بلوں میں گھس گئے، کوئی بلی کے مقابلے میں نہیں ٹھہرا، کیوں کہ بلی کے سینے میں اللہ نے جو دل رکھا ہے، وہ چوہوں کے سینے میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے شیر کے سینے میں جو دل رکھا ہے پورے جنگل کے چیتے اور بھیڑیوں کے سینوں میں وہ دل نہیں ہے۔ مومن اور اولیاء اللہ کے سینوں کو جو دل عطا کیا جاتا ہے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سینوں میں جو دل رکھا جاتا ہے وہ عام لوگوں کے حصے میں نہیں آتا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ کس قصے پر سنایا؟ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کافروں کے قلعہ پر حملہ کررہے تھے۔ سردار نے اپنے سپہ سالاروں سے پوچھا کہ کیا ہو گیا ہے تم لوگ اس کا مقابلہ نہیں کرتے ہو؟ وہ اکیلے ہی سب کو مار رہا ہے۔ میں نے تمہیں بادام، پستہ کس دن کے لیے کھلائے تھے؟ مکھن انڈے کھا کھا کر مسٹنڈے ہونے والو! آخر کس دن کام آؤ گے؟ ایک اکیلا صحابی تم کو قتل کرکے اپنے گھوڑے تلے روند رہا ہے۔ کافر سردار کی بات سن کر قلعہ کے سپہ سالاروں نے کہا: ہم آپ کے انڈے مکھن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ حقیقت ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جو دل اس صحابی کے سینے میں ہے وہ آپ کے سپہ سالاروں کے سینوں میں نہیں ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ اس صحابی کے ایمان کی عظمت اور شوکت سے آپ کے قلعہ پر لرزہ طاری ہے، قلعہ کی دیواریں تک کانپ رہی ہیں تو ہمارا کیا حال ہو گا؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

روبہے کہ ہست او را شیر پشت

بشکند کلہ پلنگاں را بہ مشت

جس لومڑی کی پیٹھ پر شیر ہاتھ رکھ دے وہ ایک گھونسا مار کر چیتوں کا کلّہ پھاڑ دیتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے پیلے چہروں کو مت دیکھو، اگر اللہ تعالیٰ کی راہ کے مجاہدات سے اُن کے چہرے پیلے پڑ گئے ہیں اور وہ جسمانی لحاظ سے بہت کمزور نظر آتے ہیں اور تم مرغی کا سوپ پی کر، انڈا کھا کر بہت زیادہ تنگڑے ہو گئے ہو، لیکن اللہ والوں کو حقیر مت سمجھو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

رخ زرّین من منگر کہ پائے آہنیں دارم

چہ می دانی کہ در باطن چہ شاہے ہمنشیں دارم

اے دنیاوالو! میرے پیلے چہرے کو مت دیکھو، کیوں کہ میرے پیر لوہے کے ہیں، یعنی میرے قدم راہِ خدا میں لوہے کی طرح مضبوطی رکھتے ہیں۔ اے دنیاوالو! تم کو کیا خبر ہے کہ میں اپنے دل میں کتنا بڑا بادشاہ رکھتا ہوں؟ تم کو کیا خبر کہ میرے دل میں تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

اسی لیے میں عرض کرتا ہوں کہ گناہ چھوڑنے کی توفیق اور نیک اعمال کی ہمت حاصل کرنے کا نسخہ خوب اچھی طرح یاد کر لیجیے جو میں ابھی بیان کروں گا۔ آج میری بخاری شریف کا درس رہ گیا ہے، اگلے جمعہ کو ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کروں گا، لیکن یہ بھی روحِ بخاری سے کم نہیں، کیوں کہ اگر گناہ نہ چھوڑے تو بخاری شریف کا کیا حق ادا ہوا؟ اس لیے نیک عمل کے لیے اور گناہ چھوڑنے کے لیے چھ اعمال سن لیجیے:

گناہ چھوڑنے کی ہمت کیجیے، اگر ہمت نہیں کریں گے تو گناہ آپ کو پٹخ دے گا، شیطان آپ کے سینے پر بیٹھ جائے گا، لیکن یہ تو بتائیں کہ اگر کوئی غنڈہ چھرا لہراتا ہوا کہہ رہا ہو کہ ابھی تمہارے پیٹ میں گھونپ دوں گا، تو کیا آپ آسانی سے چھرا گھونپوا لیں گے یا جان بچانے کے لیے جان لڑا دیں گے آہ! اس وقت تو جان بچا کر بھاگتے ہو، دشمنِ جاں خنجر سے جتنا ڈرتے ہو، کینسر سے جتنا ڈرتے ہو، گردے میں پتھر پڑنے سے جتنا ڈرتے ہو، اس سے زیادہ ڈر اللہ کی نافرمانی سے ہونا چاہیے، یہ دشمنِ ایمان ہے اس سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ اپنی جان بچانے

کے لیے سب سے پہلا کام کیا کیا؟ جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایسا ہی اللہ کی نافرمانی کی جگہ سے ایمان بچا کر بھاگ کھڑے ہو، جب کوئی حسین سامنے آجائے تو راستہ بدل لو۔

اِنِّیۡ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ ﴿۹۹﴾[۳]

بے پردہ عورتوں کو مت دیکھو۔ بزرگوں نے تو یہاں تک فرمایا ہے برقع والیوں کو بھی مت دیکھو، کیوں کہ سات سو برس پہلے شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر شیراز میں چادر سے لپٹی ہوئی ایک عورت جارہی تھی۔ ایک نوجوان اس کے قد و قامت سے دھوکا کھا گیا اور پیچھے پیچھے چلنے لگا، اس نے سوچا کہ اس کی قامت ہے یا قیامت ہے اس پر میں نے ایک شعر بنادیا ہے ؎

اس کی قامت ہے یا قیامت ہے
اس کو دیکھے گا جس کی شامت ہے

تو وہ نوجوان کئی میل تک اس کے پیچھے چلا، یہ سمجھ کر کہ جیسا قد و قامت بہت عمدہ ہے شکل وصورت بھی ایسی ہی ہوگی۔ اتفاق سے اس عورت کو پیاس لگی، جب اس نے پانی پینے کے لیے چادر ہٹائی، تو سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے بسا خوش قامت کہ زیر چادر باشد
چو باز کنی مادرِ مادر باشد

بعض مرتبہ چادر میں پوشیدہ قد و قامت بہت اچھی لگتی ہے، لیکن جب چادر ہٹتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ وہ امّاں کی امّاں تھی، منہ میں دانت نہیں، گال آدھے آدھے انچ اندر گھسے ہوئے، پونے بارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا۔

سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ دوستو! عورتوں کے لباس کے اوپر بھی نظر مت ڈالو، شیطان اس سے بھی قد و قامت کے فتنے میں ڈال دے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی عورت آرہی ہو تو سامنے سے بھی مت دیکھو، اس کے آگے بھی شیطان ہوتا ہے اور جب چلی جائے تو پیچھے بھی مت دیکھو، وہاں بھی شیطان ہوتا ہے۔[۴] ان کو اپنی ماں بہن سمجھ

۳؎ الصّٰفّٰت:۹۹

۴؎ صحیح مسلم:۴۴۹/۱، باب ندب من رای امرأۃ، ایچ ایم سعید

کر بالکل مت دیکھو لیکن آپ کہیں گے کہ ماں بہن ہے تو پھر دیکھنا چاہیے لیکن اس ماں بہن میں اور اصلی ماں بہن میں فرق ہے۔ اصلی ماں بہن سے نکاح جائز نہیں ہے اور ان سے جائز ہے کیوں کہ نامحرم ہیں، اس لیے ان عورتوں سے نظر کی حفاظت فرض ہے۔

اب نیک اعمال کرنے اور گناہ چھوڑنے کے لیے چھ اعمال کو ترتیب وار یاد کر لیجیے:

۱) خود ہمت کیجیے۔ ۲) دو رکعات صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر، رو کر ہمت کی درخواست کیجیے۔ جتنا دردِ گردہ سے صحت کے لیے، کینسر اور پتھری سے نجات کے لیے آپ دعائیں مانگتے ہیں اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے اتنا ہی گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اے خدا! میں آپ کے غضب اور آپ کے قہر کے اعمال سے پناہ چاہتا ہوں، ایک لمحہ بھی آپ کی ناراضگی میں گزارنا حرام سمجھتا ہوں، غیرت اور شرافت کے خلاف سمجھتا ہوں، شرافتِ بندگی کے خلاف سمجھتا ہوں کہ اے خدا! میں آپ کی کھا کر آپ کے خلاف اس طاقت کو استعمال کروں۔ اگر صلوٰۃ الحاجات پڑھنے کا موقع نہیں ہے تو فرض نمازوں کے بعد ہی دعا مانگ لو۔

مثنوی میں توبۂ نصوح کا واقعہ

۳) خاصانِ خدا سے ہمت کی دعا کراؤ، کیوں کہ ایک جوان تگڑا شخص ہیجڑا بنا ہوا بادشاہ کی عورتوں کی خدمت میں نوکری کر رہا تھا اور عورتوں کی مالش کیا کرتا تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہہ رکھا تھا کہ میں عورت ہوں، لیکن اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا تھا۔ ایک دن جنگل میں جا کر رویا کہ اے خدا! قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا؟ یہ خبیث عادت مجھ سے کب چھوٹے گی؟ یہ لعنتی کام مجھ سے کب چھوٹیں گے؟ اس کے رونے کو، آہ وزاری کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ ایک ولی اللہ بھیجا، اس نے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا: حضرت! ایک ناسور، ایک کینسر ہے گناہ کا جو مجھ سے چھوٹ نہیں رہا ہے ؎

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ ظالم لگی ہوئی

یہ بُری عادت مجھ سے نہیں چھوٹ رہی ہے، چھوڑنا چاہتا ہوں، مگر نفس وشیطان مجھ کو دبوچ لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: اچھا وضو کر، دو رکعات توبہ کے پڑھ اور میرے ساتھ دعا مانگ۔ اس نے کس دردِ دل سے دعا مانگی کہ قبول ہوگئی۔ اب اس کی ہدایت کے سامان شروع ہو رہے ہیں۔

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں

گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اب اس کی ہدایت کا عالمِ غیب سے سامان ہو رہا ہے۔ بادشاہ کی بیگم کا دس لاکھ کا ہار گم ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت کا سامان فرمایا۔ اللہ کے اس ولی کی دعا قبول ہوئی۔ زنانہ خانہ میں جتنی خادمات اور نوکرانیاں تھیں ان کی تلاشی شروع ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ اب تو ننگا کر کے سب کی تلاشی ہو رہی ہے۔ سب قطار سے کھڑی ہیں، اب میری باری بھی آئے گی اور جب مجھ کو ننگا کیا جائے گا، تو سارا پول کھل جائے گا کہ یہ تو خادمہ نہیں خادم ہے۔ بیگمات بادشاہ سے شکایت کر دیں گی کہ اس کمبخت نے بیگمات کو دیکھ کر بادشاہ سلامت کی آبرو کو نقصان پہنچایا۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ وہ رونے لگا اور اللہ تعالیٰ سے چپکے چپکے دعا کرنے لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ بس تین چار لڑکیاں رہ گئی ہیں اور میری باری آنے والی ہے، تو خوفِ خدا سے اور خوفِ قتل اور بادشاہ کی سزا کے خوف سے اس کا خون خشک ہو گیا کہ وہ مجھے کتوں سے نُچوا دے گا۔ آدھا زمین میں گاڑ کر مجھ پر کتے چھوڑ دے گا، بڑی اذیت ناک موت مارے گا، تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا: اے خدا! تو باعطا ہے، باوفا ہے، میں نے بے وفائی کی ہے، نالائقی کی ہے، میں نالائق ہوں اور نالائقوں سے نالائقی ہی ہوتی ہے، آپ تو لائق ہیں، کریم ہیں، اپنا کرم کر دیجیے کہ آپ باعطا و باوفا ہیں، گناہ میں میری جو زندگی گزری ہے اس پر رحم کر دیجیے۔

گر مرا ایں بار ستاری کنی

توبہ کردم من زہر ناکردنی

اگر آج تو میری پردہ پوشی کر لے تو میں تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ آج میری عزت رکھ لیجیے۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن

گر بدم من سرا من پیدا مکن

یہ وہ شعر ہے جس کو حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عشاء کے بعد سے ساری رات کعبہ شریف میں پڑھتے رہے، یہاں تک کہ فجر کی اذان ہو گئی۔ اے اللہ! اس بندے کو آج رسوا نہ کرنا، میں نے نالائقی تو کی، لیکن آپ میرا بھید آج چھپا لیجیے، مجھے ننگا نہ ہونے دیجیے، بادشاہ کا ہار

جلدی سے ملوا دیجیے، میری باری نہ آنے پائے، قبل اس کے کہ میں ننگا کیا جاؤں، میرا راز فاش ہو اور مجھے قتل کی سزا دی جائے، میری عزت رکھ لیجیے، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں، آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا، میری پردہ پوشی فرمالیجیے۔ پھر اس نے کہا۔

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

آپ بڑی عظمت والے ہیں، میں نے مانا کہ میرے گناہ بھی بڑے ہیں، لیکن آپ میرے گناہوں سے بہت بڑے ہیں، اگر بیت اللہ میں بھی ہم گناہ گاروں سے ایسا گناہ ہوتا آپ وہ بھی معاف کرنے پر قادر ہیں، آپ کبھی اپنے گناہ گاروں سے نہیں کہیں گے کہ ہم گناہ معاف کرتے کرتے تھک گئے، تمہارا گناہ اتنا عظیم ہے کہ میری عظمت سے بڑھ گیا، اس لیے ہم معاف نہیں کریں گے۔ اے اللہ! ہمارے گناہ محدود اور آپ کی عظمت غیر محدود ہے۔ اے اللہ! ہم گناہ کرتے کرتے تھک سکتے ہیں، لیکن آپ معاف کرتے کرتے نہیں تھک سکتے، لہٰذا آج میری پردہ پوشی کرلیجیے۔ وہ اتنا رویا کہ بے ہوش ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سن لی اور بے ہوشی کی حالت میں اس کو دوزخ اور جنت دِکھا دی۔ ابھی تین چار لڑکیاں باقی تھیں کہ ہار مل گیا۔ جب دس لاکھ کا ہار مل گیا تو بیگمات اس کی طرف متوجہ ہوئیں، اس کو پنکھا جھلوایا اور گلاب چھڑکوایا، اس کو ہوش آیا، تو بیگمات نے کہا کہ تمہاری خدمت اور مالش سے ہم کو بڑا مزہ آتا تھا، کیوں کہ تم بڑی محنت اور طاقت سے ہماری مالش کرتی تھیں، لہٰذا اب تم ہم سے ناراض نہ ہونا اور بُرا نہ ماننا۔ اس نے کہا کہ اب میں تمہاری خدمت کے قابل نہیں رہی اور ''رہی'' اس لیے کہا کہ اگر یہ کہہ دیتا کہ میں تمہاری خدمت کے قابل نہ رہا تو گرفتار ہوجاتا۔ بیگمات نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: ابھی بے ہوشی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے دوزخ اور جنت دِکھادی ہے، لہٰذا اب آپ لوگوں کی خدمت سے معافی چاہتی ہوں۔ اب ہم جارہے ہیں اور اسی ولی اللہ کو تلاش کریں گے جس کی دعا سے میرا یہ حال ہوا ہے، لہٰذا اس نے سلوک طے کیا اور بہت بڑا ولی اللہ ہوگیا۔

تو گناہوں سے بچنے کے تین اعمال ہوگئے: ۱) خود ہمت کیجیے۔ ۲) اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کیجیے۔ ایسا روئیے کہ آسمان کے فرشتوں پر بھی گریہ طاری ہوجائے، اپنے آہ و نالوں سے آسمانوں کو ہلا دیجیے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں بگریم خلق ہا گریاں شود

چوں بنالم چرخ ہا نالاں شود

اے دنیا والو! جب جلال الدین رومی اللہ کی محبت میں روتا ہے تو ساری مخلوق میرے ساتھ روتی ہے، جب میں نالہ کرتا ہوں تو آسمان بھی میرے ساتھ نالہ کرتا ہے۔

عرش لرزد از انین المذنبیں

جب گناہ گار اخلاص کے ساتھ روتا ہے تو اس کے آہ ونالوں سے عرش ہل جاتا ہے۔

۳) اہل اللہ سے، خاصانِ خدا سے دعا کی درخواست کرانا۔ یہ تین عمل تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

تین اعمال اس خادمِ حکیم الامت نے بتائے ہیں:

۱) اللہ والوں سے پوچھ کر تھوڑا بہت اللہ کا نام لے لیا کرو، کیوں کہ جب ان کے نام سے دل میں اُجالے آئیں گے، تو اندھیروں سے دل خود گھبرانے لگے گا۔ جس گھر میں بجلی ہوتی ہے اس گھر کا فیوز اُڑ جائے، اندھیرا ہو جائے تو گھبراہٹ ہوتی ہے، چناں چہ تھوڑا سا اللہ کا نام لینا شروع کر دیجیے۔

۲) اہل اللہ کی صحبت میں آنا جانا رکھو، جیسے دیسی آم لنگڑے آم کی پیوند کاری سے لنگڑا آم بن جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کے ساتھ رہتے رہتے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن اللہ والا دل بن جائے گا۔

۳) گناہوں کے اسباب سے دوری اختیار کرنا عیناً، قلباً اور قالباً یعنی نظر بھی دور رکھو، دل بھی دور رکھو، گندے خیالات بھی قصداً نہ لاؤ، قالباً۔ یعنی جسم بھی حسینوں کے قریب نہ رکھو، عیناً و قلباً و قالباً تین قسم کی دوری بتا رہا ہوں۔ حسینوں سے ، گناہوں کے اڈوں سے ، گناہوں کے مراکز سے تین قسم کی دوری اختیار کرو۔ آنکھ سے دیکھو مت، آنکھ کی روشنی سے آپ حسینوں سے قریب ہو گئے، اگرچہ دس گز سے دیکھ رہے ہیں، اگرچہ کوئی پچاس گز کے فاصلے سے دیکھ رہا ہے، لیکن شعاعِ بصریہ سے قریب ہو گیا ہے۔ آنکھوں سے بھی مت دیکھو، قلب کو بھی دور رکھو یعنی دل میں گندے خیالات مت لاؤ اور جسم کو بھی

قریب نہ رکھو، ورنہ یہ زہر آپ کی ساری ہمتیں پست کردے گا۔ اور جب آدمی زہر کھالیتا ہے تو پھر ایسے شخص کو صحبتِ شیخ بھی مفید نہیں رہتی۔ پھر وہ زہر اس کو جوڑیا بازار لے جائے گا، کلفٹن اسٹریٹ اور سینماگھروں میں لے جائے گا، گناہوں کے اڈوں میں لے جائے گا، وہ شیطان کے اغوا میں آجائے گا۔ شیطان ان ہی کو پھسلاتا ہے جو پہلے کوئی گناہ کرلیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا[۵]

شیطان تم کو اس وقت پھسلاتا ہے، اغوا کرتا ہے جب پہلے تم کوئی گناہ کرتے ہو، مجھ کو ناراض کرتے ہو، پھر میری رحمت و حفاظت کا یہ سایہ تم سے ہٹ جاتا ہے، تم یتیم ہو جاتے ہو، اس لیے شیطان تم کو اغوا کرلیتا ہے، ورنہ اگر باپ تگڑا ہو اور اغوا کرنے والا کمزور ہو تو کوئی اس کا بچہ اغوا کرسکتا ہے؟ پس جس بندے کے اوپر اللہ کا سایہ ہو تو کس کی طاقت ہے کہ اس کو اغوا کرسکے؟ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ظالمو! مَا كَسَبُوۡا پہلے تم گناہ کرتے ہو، اس کے بعد میری حفاظت کا سایہ تم سے ہٹتا ہے، پھر شیطان تم کو لے جاتا ہے گٹر میں۔

جب اُلّوؤں نے بازِ شاہی پر حملہ کرنا چاہا تو بازِ شاہی نے کہا کہ اگر تم نے ہمارا ایک پَر بھی نوچ لیا، تو بادشاہ تمہارے جنگل میں آگ لگادے گا، تمہارا انڈا بچہ بھی نہیں رہے گا، کیوں کہ میرا بادشاہ بہت طاقت والا ہے ؎

گفت باز ار یک پر من بشکند
بیخ چغدستاں شہنشہ بر کند

باز نے کہا کہ اگر میرا ایک پَر بھی ٹوٹ گیا تو سمجھ لو کہ بادشاہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا، تم سب اُلوؤں کے انڈے بچوں کو جلا کر راکھ کردے گا۔ یہی بات مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کو مت ستاؤ، جب انبیائے کرام اور اولیاء اللہ پر ظلم کیا گیا، تو اللہ نے بستیوں کی بستیاں ویران کردیں۔ آخر میں بازِ شاہی نے کہا ؎

---

۵ آل عمرٰن: ۵۵

بازم و در من شود حیراں ہما
چغد کہ بود تا بداند سرِ ما

دیکھو میں بازِ شاہی ہوں، ہماچڑیا بھی میری شان کو سمجھنے سے حیران ہے، پھر اُلوؤں کی کیا حقیقت ہے جو میرے مقام کو پہچان سکیں؟ آہ! ایسے ہی اللہ والوں کو لوگ نہیں پہچانتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُلویت کے مقام سے نکال کر ہمیں آنکھیں عطا فرمائے کہ ہم اپنے بزرگوں کو پہچانیں۔ اب دعا کرو کہ یا اللہ! ہم اور ہمارے گھر والوں میں سے جس کو کوئی بھی بیماری ہو سب کو شِفا دے دے، آرام سے راحت کے ساتھ عافیت کے ساتھ شِفا عطا کر دے، سارے امراض سے نجات دے دے، روحانی امراض سے بھی جسمانی امراض سے بھی اور یا اللہ! جن کو کوئی غم اور مصیبت ہو سب کے غم اور مصیبت کو راحت اور خوشیوں سے تبدیل فرمادے، جو مقروض ہیں اُن کا قرضہ ادا فرمادے، جن کی بیٹیوں کو رشتہ نہ مل رہا ہو ان کو نیک رشتہ عطا فرمادے۔ جن کی بیٹیاں مظلوم ہوں اُن کے شوہروں کو ان پر رحم دل، شفیق اور مہربان کر دے، جن کی بیٹیاں و بیبیاں ستا رہی ہوں ان کو نیک بنادے تاکہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ اِکرام اور عزت سے رہیں۔ ہمارے پورے ملک میں اللہ! امن، فلاح اور عافیت نصیب فرمادے، چوری، ڈاکہ، اغوا، قتل، خون جتنے بھی جرائم اے اللہ! اس ملک میں اس وقت ہیں سب کو دور فرمادے اور اپنی رحمت سے عافیت و فلاح نصیب فرمادے، سارے عالم کے مسلمانوں کو عافیت دارین نصیب فرما اور سارے عالم کے کافروں کو ایمان عطا فرما۔ اگر وہ ایمان نہ لانے والے ہوں تو اے اللہ! تو انہیں کمزور کر دے اور مسلم ملکوں کے خلاف ان کی سازشوں کو نامراد فرمادے۔ اور اہلِ ایمان کو اہلِ تقویٰ بنادے، اہلِ تکبر کو اہلِ تواضع بنا دے، اہلِ غفلت کو اہلِ ذِکر بنادے، اہلِ فسق و معصیت کو اہلِ تقویٰ بنادے اور دونوں جہاں دے دے، اے مالکِ دوجہاں! ہم سب کو، ہمارے گھر والوں کو، ہمارے دوستوں کو دونوں جہاں عطا کر دے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آبھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الۡعَیۡنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹالو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ و رسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آئندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰه اَللّٰه پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔
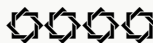
احادیث مبارکہ کی رُو سے علماء کرام نائبِ رسول ہیں۔ اسلام آج تک جو اپنی صحیح حالت میں زندہ وتابندہ ہے اس کی بڑی وجہ دینی مدارس کا قیام ہے۔ مدارس دینیہ اسلام کے قلعے ہیں، جو امت ان مدارس کا انتظام اور بندوبست کا سارا بوجھ علماء کرام پر ڈال کر خود بے پرواہ ہو جائے، اس انتظام کو چلانے میں علماء کرام کی ذرا بھی مدد نہ کرے بلکہ اس کے لیے انہیں دروازے دروازے پھرائے ایسی امت کے دینی انحطاط کا جو حال ہوتا ہے وہ آج ہمارے سامنے ہے۔ دینی احکامات کی تعلیم عام کرنا صرف علماء کرام ہی کی ذمہ داری نہیں بلکہ اسلام سارے مسلمانوں کی مشترکہ جائیداد ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''اہل اللہ کی شانِ استغناء'' میں ایک طرف اللہ والے علمائے کرام اور اولیاء کرام کی دنیا کے مال و زر سے بے رغبتی کے واقعات بیان فرمائے ہیں تو دوسری طرف عوام الناس کو اس بات کی ترغیب بھی دی ہے کہ وہ از خود آگے بڑھ کر دینی امور کے انتظام میں علماء کرام کا ہاتھ بٹا کر اپنی دینی ذمے داری نبھائیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی جوابدہی سے بچیں۔